Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Prophetic Strategy for Divorce Prevention and Family Stability: An Analytical Study

خاندانی استحکام اور طلاق کے سدِباب کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کی حکمتِ عملی کی عصری تطبیق کا تحقیقی مطالعہ

Dr. Hashmat Ali Safi
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Riphah University Peshawar Campus
hashmatalisafi@gmail.com
Fouzia Ayub
PhD Islamic Studies Scholar, Department of Islamic Studies,
HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan
fouzia.ayub@uow.edu.pk

Abstract

The increasing incidence of divorce has emerged as one of the most significant challenges confronting Muslim families, undermining family stability and generating profound social, psychological, and economic consequences. While Islam recognizes divorce as a lawful solution in exceptional circumstances, the Prophetic Seerah places greater emphasis on preserving marital relationships through reconciliation, mutual respect, compassion, and the fulfillment of rights and responsibilities. This study examines the Prophetic strategy for preventing divorce and strengthening family stability by analyzing the Qur'ān, the Sunnah, and the practical family life of Prophet Muhammad ﷺ. Employing a qualitative research design with analytical and descriptive methods, the study draws upon primary Islamic sources, including the Qur'ān, authentic Hadith literature, and classical juristic works, alongside contemporary research on marriage, divorce, and family studies. The findings demonstrate that the Prophetic approach to family life is founded upon carefully selecting a spouse, fostering religious and moral education, promoting effective communication, ensuring mutual respect, exercising patience and forgiveness, encouraging consultation (shūrā), facilitating reconciliation, safeguarding the rights of spouses, and treating divorce as a measure of last resort. The study further argues that these principles provide a comprehensive and sustainable framework for addressing contemporary marital challenges and reducing divorce rates. It concludes that integrating the Prophetic family strategy into family counseling services, educational programs, public policy, and community initiatives can significantly contribute to strengthening family cohesion and promoting long-term marital stability in contemporary Muslim societies.

Keywords: Prophetic Seerah, Divorce Prevention, Family Stability, Marital Relations, Islamic Family System, Family Counseling, Islamic Social Ethics.

تعارف

خاندان انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، جس پر فرد کی اخلاقی، سماجی اور نفسیاتی تربیت کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ اسلام نے خاندان کو محض ایک سماجی ادارہ نہیں بلکہ ایک مقدس ذمہ داری قرار دیا ہے، جس کی تشکیل نکاح کے ذریعے ہوتی ہے اور جس کا بنیادی مقصد سکون، محبت، رحمت اور باہمی تعاون پر مبنی ایک پائیدار خاندانی نظام قائم کرنا ہے۔ قرآنِ کریم نے میاں بیوی کے تعلق کو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں شمار کرتے ہوئے فرمایا

کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں خاندانی استحکام کو انفرادی اور اجتماعی فلاح کی بنیاد تصور کیا گیا ہے، جبکہ طلاق کو اگرچہ ایک جائز شرعی حل کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، لیکن اسے ناگزیر حالات تک محدود رکھا گیا اور ازدواجی رشتے کو برقرار رکھنے کے لیے متعدد اصلاحی اقدامات کی تعلیم دی گئی ہے۔ عصر حاضر میں دنیا کے بیشتر ممالک کی طرح پاکستان بھی خاندانی نظام سے متعلق سنگین مسائل کا سامنا کر رہا ہے۔ مختلف قومی اور بین الاقوامی مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہری معاشروں میں طلاق کی شرح میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، جس کے اسباب میں معاشرتی اقدار کی تبدیلی، معاشی دباؤ، گھریلو تشدد، سوشل میڈیا کا غیر محتاط استعمال، ازدواجی ذمہ داریوں سے ناواقفیت، کمزور دینی و اخلاقی تربیت، باہمی اعتماد کی کمی اور خاندانی تنازعات شامل ہیں۔ اگرچہ ہر معاشرے کے اسباب میں کچھ اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن مجموعی رجحان اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ خاندانی استحکام کو برقرار رکھنا عصر حاضر کے اہم سماجی چیلنجز میں سے ایک بن چکا ہے۔

خاندانی نظام کو درپیش معاصر چیلنجز صرف میاں بیوی کے باہمی اختلافات تک محدود نہیں بلکہ ان کا تعلق وسیع سماجی، ثقافتی اور معاشی تبدیلیوں سے بھی ہے۔ جدید طرزِ زندگی، انفرادیت پسندی، مادیت، ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ، غیر حقیقی سماجی توقعات، خاندانی نظام میں بزرگوں کے کردار میں کمی، اور ازدواجی زندگی کے بارے میں ناکافی تربیت نے ازدواجی تعلقات کو مزید حساس بنا دیا ہے۔ نتیجتاً معمولی اختلافات بھی بعض اوقات شدید تنازعات اور بالآخر طلاق پر منتج ہو جاتے ہیں، جس سے خاندان کا استحکام متاثر ہوتا ہے۔ طلاق کے اثرات صرف زوجین تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے منفی نتائج بچوں، خاندان، معاشرے اور قومی ترقی تک پھیل جاتے ہیں۔ نفسیاتی اعتبار سے طلاق ذہنی دباؤ، اضطراب، احساسِ محرومی اور عدمِ تحفظ کو جنم دے سکتی ہے، جبکہ معاشرتی سطح پر خاندانی روابط کمزور ہوتے ہیں اور بچوں کی تربیت متاثر ہونے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح معاشی اعتبار سے بھی طلاق خاندانوں پر اضافی مالی بوجھ ڈالتی ہے، خصوصاً خواتین اور بچوں کے لیے معاشی مشکلات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں خاندانی استحکام اور طلاق کی روک تھام کو سماجی پالیسیوں کا ایک اہم موضوع سمجھا جا رہا ہے۔

ان حالات میں سیرتِ نبوی ایک متوازن، عملی اور ہمہ گیر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاندانی زندگی کو محبت، رحمت، عدل، حسنِ معاشرت، صبر، باہمی احترام، مشاورت اور ذمہ داری کے اصولوں پر استوار کیا اور ازدواجی اختلافات کے حل کے لیے اصلاح، مصالحت اور ثالثی کو اولین ترجیح دی۔ آپ کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ طلاق اگرچہ بعض ناگزیر حالات میں ایک شرعی حل ہے، لیکن اس سے قبل ازدواجی تعلقات کو برقرار رکھنے اور خاندانی استحکام کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے۔ اسی تناظر میں یہ تحقیق سیرتِ نبوی میں موجود خاندانی حکمتِ عملی کا تجزیہ کرتے ہوئے اس امر کا جائزہ لیتی ہے کہ نبوی تعلیمات عصر حاضر میں طلاق کے سدِباب اور خاندانی استحکام کے فروغ میں کس حد تک مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

مسئلۂ تحقیق

طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح اور خاندانی عدم استحکام نے مسلم معاشروں میں ایک سنگین سماجی مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ اگرچہ اسلامی تعلیمات اور سیرتِ نبوی اس حوالے سے جامع رہنمائی فراہم کرتی ہیں، لیکن عملی زندگی میں ان اصولوں سے دوری کے باعث خاندانی تنازعات اور طلاق کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

مقاصدِ تحقیق

1. سیرتِ نبوی میں طلاق کے سدِباب اور خاندانی استحکام کے بنیادی اصولوں کا جائزہ لینا۔
2. معاصر خاندانی مسائل کا نبوی حکمتِ عملی کی روشنی میں تجزیہ کرنا۔

3. خاندانی استحکام کے لیے قابلِ عمل سفارشات پیش کرنا۔

سوالاتِ تحقیق

1. سیرتِ نبوی ﷺ طلاق کے سدِباب کے لیے کون سی حکمتِ عملی پیش کرتی ہے؟
2. خاندانی استحکام کے لیے نبوی تعلیمات کے بنیادی اصول کیا ہیں؟
3. عصرِ حاضر میں ان اصولوں کو کس طرح مؤثر انداز میں نافذ کیا جاسکتا ہے؟

تحقیقی طریقۂ کار

یہ تحقیق معیاری (Qualitative) نوعیت کی ہے، جس میں توصیفی (Descriptive) اور تجزیاتی (Analytical) طریقۂ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کے بنیادی مآخذ قرآنِ کریم، سنتِ نبوی، کتبِ حدیث اور کلاسیکی فقہی مصادر ہیں، جبکہ معاون مآخذ کے طور پر خاندانی نظام، ازدواجی تعلقات، طلاق اور سیرتِ نبوی سے متعلق معاصر تحقیقی کتب، مقالات اور علمی مطالعات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ان تمام مصادر کی روشنی میں سیرتِ نبوی کی خاندانی حکمتِ عملی کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نبوی تعلیمات عصرِ حاضر میں طلاق کے سدِباب اور خاندانی استحکام کے فروغ کے لیے کس قدر مؤثر اور قابلِ عمل رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

اسلام میں خاندان اور نکاح کا تصور

اسلام نے انسانی معاشرے کی تشکیل وبقا کے لیے خاندان (Family) کو بنیادی سماجی ادارہ قرار دیا ہے۔ خاندان وہ پہلی درسگاہ ہے جہاں انسان کی فکری، اخلاقی، دینی اور سماجی شخصیت پروان چڑھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی نے خاندان کی تشکیل، اس کے استحکام اور اس کے حقوق وفرائض کے تعین پر غیر معمولی توجہ دی ہے۔ اسلامی تصورِ خاندان صرف خون کے رشتوں یا مشترکہ رہائش تک محدود نہیں بلکہ یہ محبت، رحمت، باہمی ذمہ داری، تعاون، عدل اور تقویٰ پر قائم ایک مقدس ادارہ ہے۔ اسلام میں نکاح کو اس ادارے کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، جس کے ذریعے نہ صرف انسانی نسل کی بقا ممکن ہوتی ہے بلکہ ایک صالح، متوازن اور پرامن معاشرے کی تشکیل بھی عمل میں آتی ہے۔ اسی لیے شریعت نے نکاح کی ترغیب دی، خاندانی حقوق وفرائض کی وضاحت کی، اور اختلافات کی صورت میں اصلاح ومصالحت کے متعدد طریقے مقرر کیے تاکہ خاندان منتشر ہونے سے محفوظ رہے۔[1]

قرآنِ کریم میں خاندان کو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور اس کی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾[2]

اس آیت میں خاندان کی بنیاد تین بنیادی اصولوں پر رکھی گئی ہے : سکون (سکینہ)، محبت (مودت) اور رحمت۔ مفسرین کے نزدیک سکون سے مراد وہ قلبی اطمینان ہے جو میاں بیوی کو ایک دوسرے کی رفاقت سے حاصل ہوتا ہے، جبکہ مودت دائمی محبت اور رحمت باہمی ہمدردی، شفقت اور ایثار کی نمائندگی کرتی ہے۔ یہی تین عناصر ایک مستحکم خاندانی نظام کی اساس ہیں۔[3]

قرآنِ کریم نے اہلِ ایمان کو اپنے اہل وعیال کی دینی واخلاقی تربیت کی ذمہ داری بھی سونپی ہے کہ خاندان محض معاشی کفالت کا نام نہیں بلکہ دینی، اخلاقی اور فکری تربیت کی بنیادی اکائی بھی ہے[4]۔ اسی طرح قرآن نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، صلہ رحمی، وراثت، بچوں کی پرورش اور زوجین کے حقوق کے متعلق تفصیلی احکام بیان کرکے خاندان کے ہر رکن کے حقوق کو محفوظ بنایا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت ایک متوازن اور منظم خاندانی نظام کی داعی ہے۔

سیرتِ نبوی خاندان کی عملی تشکیل اور اس کے استحکام کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ نے نہ صرف ازدواجی زندگی میں حسنِ معاشرت، محبت، عدل اور رحمت کا عملی مظاہرہ فرمایا بلکہ امت کو بھی یہی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي"[5]

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل و عیال کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام میں کسی شخص کی دینداری اور اخلاق کا حقیقی معیار اس کا اپنے خاندان کے ساتھ حسنِ سلوک ہے۔ رسول اللہ اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ مشاورت فرماتے، گھریلو معاملات میں تعاون کرتے، ان کے جذبات کا احترام کرتے اور اختلافات کی صورت میں تحمل، حکمت اور نرمی سے کام لیتے تھے۔ یہی نبوی اسوہ خاندانی استحکام کا عملی نمونہ ہے۔

اسی طرح آپ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي"[6]

اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور خاندان کی تشکیل صرف ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ ایک دینی اور اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ آپ نے بچوں کی تربیت، والدین کے احترام، رشتہ داروں کے حقوق اور خاندانی تعلقات کے استحکام پر مسلسل زور دیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام ایک ایسے خاندان کی تشکیل چاہتا ہے جو محبت، عدل، ذمہ داری اور باہمی تعاون کی بنیاد پر قائم ہو۔ قرآن و سنت کا مجموعی مطالعہ یہ حقیقت آشکار کرتا ہے کہ خاندان اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی اور اس کے استحکام کی ضمانت ہے۔ جب خاندان مضبوط ہوتا ہے تو افراد کی اخلاقی تربیت بہتر ہوتی ہے، معاشرتی امن قائم رہتا ہے اور طلاق، گھریلو تشدد اور دیگر سماجی مسائل میں نمایاں کمی آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرتِ نبوی میں خاندانی نظام کے تحفظ کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے، اور طلاق کو اگرچہ ایک جائز شرعی حل کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، لیکن اس سے پہلے اصلاح، مصالحت اور باہمی افہام و تفہیم کے تمام امکانات بروئے کار لانے کی تلقین کی گئی ہے۔

نکاح کا مقصد

اسلام میں نکاح محض ایک سماجی معاہدہ یا فطری خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک مقدس عبادت، مضبوط عہد (میثاقِ غلیظ) اور صالح خاندانی نظام کی بنیاد ہے۔ قرآنِ کریم نے نکاح کو انسانی زندگی میں سکون، محبت، رحمت اور اخلاقی پاکیزگی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اسلامی شریعت کا مقصد صرف نسلِ انسانی کی بقا نہیں بلکہ ایسے مضبوط خاندان کی تشکیل ہے جو دینی، اخلاقی اور سماجی اقدار کا محافظ ہو۔ اسی لیے نکاح کو انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت اور اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی قرار دیا گیا ہے۔ نکاح کا اولین مقصد زوجین کے لیے قلبی، نفسیاتی اور روحانی سکون کا حصول ہے[7]۔

خاندانی استحکام کی اسلامی بنیادیں

اسلام نے خاندانی استحکام کو ایک مضبوط، متوازن اور پائیدار معاشرے کی اساس قرار دیا ہے۔ اسی لیے قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی نے ایسے جامع اصول عطا کیے ہیں جو نہ صرف ازدواجی زندگی کو خوشگوار بناتے ہیں بلکہ اختلافات کو بڑھنے سے روک کر خاندان کو انتشار سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق خاندانی استحکام محض قانونی حقوق و فرائض کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ ایمان، تقویٰ، حسنِ اخلاق، باہمی محبت، عدل، رحمت، ذمہ داری اور احساسِ جوابدہی پر مبنی ایک ہمہ گیر نظام ہے۔ جب میاں بیوی اپنے تعلق کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور شریعت کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق استوار کرتے ہیں تو ان کے درمیان اعتماد، احترام اور تعاون فروغ پاتا ہے، جو ایک مضبوط اور پائیدار خاندان کی تشکیل کا سبب بنتا ہے۔[8]

خاندانی استحکام کی پہلی بنیاد تقویٰ اور دینی شعور ہے۔ اسلام میں نکاح کو عبادت اور ایک مقدس عہد قرار دیا گیا ہے، اس لیے زوجین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونے کا احساس برقرار رکھیں۔ تقویٰ انسان کو ظلم، زیادتی، بے انصافی اور جذباتی فیصلوں سے روکتا ہے اور اسے صبر، برداشت اور حسنِ سلوک کی طرف راغب کرتا ہے۔ یہی احساسِ جوابدہی ازدواجی زندگی کو محض دنیاوی تعلق کے بجائے ایک دینی ذمہ داری میں تبدیل کر دیتا ہے۔

دوسری بنیادی بنیاد حقوق و فرائض کا متوازن نظام ہے۔ اسلام نے میاں بیوی دونوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو واضح طور پر بیان کیا ہے تاکہ کوئی فریق دوسرے پر ظلم نہ کرے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ[9]"

یعنی عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے کے مطابق وہی حقوق ہیں جو ان پر ذمہ داریاں ہیں۔ یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی خاندانی نظام باہمی توازن، انصاف اور ذمہ داری پر قائم ہے۔ جب دونوں فریق اپنے اپنے حقوق کے بجائے اپنی ذمہ داریوں کو مقدم رکھتے ہیں تو اختلافات خود بخود کم ہو جاتے ہیں اور خاندانی زندگی میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔[10]

خاندانی استحکام کی ایک اور اہم بنیاد حسنِ معاشرت، محبت اور باہمی احترام ہے۔ قرآنِ کریم نے شوہروں کو حکم دیا ہے: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾[11]، یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ سیرتِ نبوی اس حکم کی بہترین عملی تفسیر ہے۔ رسول اللہ اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ محبت، نرمی، مشاورت، خوش اخلاقی اور حسنِ سلوک کا برتاؤ فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا" :تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے بہتر ہو۔[12] "اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندانی کامیابی کا اصل معیار حسنِ اخلاق اور حسنِ معاشرت ہے، نہ کہ محض معاشی آسودگی یا سماجی حیثیت۔

اسی طرح عدل اور انصاف اسلامی خاندانی نظام کی بنیادی شرط ہیں۔ اسلام نے شوہر کو خاندان کا ذمہ دار ضرور قرار دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ عدل، اعتدال اور ذمہ داری کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ خواہ معاملات مالی ہوں، جذباتی ہوں یا گھریلو ذمہ داریوں سے متعلق، ہر جگہ انصاف اور اعتدال کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ سیرتِ نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی بھی طاقت یا اختیار کو ظلم کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ ہمیشہ عدل، نرمی اور حکمت کو اختیار فرمایا۔ یہی طرزِ عمل خاندان میں اعتماد اور اطمینان پیدا کرتا ہے۔

صبر، عفو و درگزر اور برداشت بھی خاندانی استحکام کے ناگزیر عناصر ہیں۔ ازدواجی زندگی میں مزاج، عادات اور حالات کے اختلافات ایک فطری امر ہیں، لیکن اسلام ان اختلافات کو طلاق کا فوری سبب نہیں بناتا بلکہ صبر، اصلاح اور درگزر کی تلقین کرتا ہے۔ قرآنِ کریم ارشاد فرماتا ہے:
﴿فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾-[13] اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وقتی ناگواری یا اختلاف کی بنیاد پر ازدواجی رشتہ ختم کرنے کے بجائے تحمل اور مثبت رویہ اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ بسا اوقات اسی میں مستقبل کی بہتری پوشیدہ ہوتی ہے۔

اسلام نے مشاورت، مکالمہ اور باہمی افہام و تفہیم کو بھی خاندانی زندگی کا اہم اصول قرار دیا ہے۔ کامیاب خاندان وہی ہوتا ہے جہاں اہم فیصلے یک طرفہ انداز میں نہیں بلکہ باہمی گفتگو، احترامِ رائے اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ کیے جائیں۔ رسول اللہ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے اہم معاملات میں مشورہ فرمایا، جس کی نمایاں مثال صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت امِ سلمہؓ کا مشورہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باہمی مشاورت اختلافات کے حل اور خاندانی ہم آہنگی کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

اختلافات کی صورت میں اسلام نے اصلاح، ثالثی اور مصالحت کو طلاق پر ترجیح دی ہے۔ قرآنِ کریم نے زوجین کے درمیان نزاع پیدا ہونے پر دونوں خاندانوں سے ثالث مقرر کرنے کی ہدایت دی ہے تاکہ حتی الامکان صلح کی راہ نکالی جا سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت

طلاق کو پہلا نہیں بلکہ آخری حل قرار دیتی ہے، جبکہ اس سے قبل اصلاح، گفت و شنید، خیر خواہی اور مصالحت کے تمام امکانات بروئے کار لانے کی تعلیم دیتی ہے۔[14]

ان تمام اصولوں کا مجموعی مطالعہ واضح کرتا ہے کہ اسلامی خاندانی نظام محبت، رحمت، عدل، تقویٰ، حسنِ معاشرت، صبر، مشاورت، ذمہ داری اور اصلاحِ باہمی پر قائم ایک جامع اور متوازن نظام ہے۔ یہی اصول سیرتِ نبوی کی خاندانی حکمتِ عملی کی بنیاد بھی ہیں اور یہی عصرِ حاضر میں بڑھتے ہوئے خاندانی تنازعات اور طلاق کے رجحان کا مؤثر علاج پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر ان تعلیمات کو انفرادی، خاندانی اور سماجی سطح پر اختیار کیا جائے تو نہ صرف ازدواجی تعلقات میں استحکام پیدا ہو سکتا ہے بلکہ ایک مضبوط، پرامن اور اخلاقی معاشرے کی تشکیل بھی ممکن ہو سکتی ہے۔

طلاق: اسباب اور عصری چیلنجز

لغوی اعتبار سے "طلاق" کے معنی کسی چیز کو آزاد کرنے، بندھن کھولنے یا قید سے رہائی دینے کے ہیں۔[15] فقہی اصطلاح میں طلاق سے مراد شوہر کی جانب سے شرعی اصولوں کے مطابق نکاح کے عقد کو ختم کرنا ہے[16]۔ فقہاء نے اس کی مختلف تعبیرات بیان کی ہیں، لیکن سب کا حاصل یہی ہے کہ طلاق ایک ایسا شرعی عمل ہے جس کے ذریعے ازدواجی تعلق مخصوص شرائط اور ضوابط کے تحت ختم کیا جاتا ہے۔ امام کاسانی لکھتے ہیں کہ طلاق نکاح کے بندھن کو مخصوص الفاظ یا ان کے قائم مقام ذریعے سے ختم کرنے کا نام ہے، جبکہ علامہ وہبہ الزحیلی کے مطابق طلاق ایک مشروع ذریعہ ہے جسے شریعت نے صرف ضرورت اور ناگزیر حالات کے لیے جائز قرار دیا ہے، نہ کہ معمول کی خاندانی زندگی کا مستقل حل۔

قرآنِ کریم نے طلاق سے متعلق جامع رہنمائی فراہم کرتے ہوئے اس کے طریقۂ کار، حدود اور اخلاقی تقاضوں کو واضح کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام طلاق کو بھی اخلاق، عدل اور حسنِ سلوک کے دائرے میں رکھتا ہے۔ اگر ازدواجی زندگی برقرار رکھی جائے تو حسنِ معاشرت کے ساتھ، اور اگر علیحدگی ناگزیر ہو جائے تو بھی عزت، احترام اور احسان کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اسی طرح سورۃ الطلاق میں عدت، گواہوں، رہائش اور دیگر متعلقہ احکام بیان کر کے یہ واضح کیا گیا ہے کہ طلاق ایک منظم قانونی اور اخلاقی عمل ہے، نہ کہ جذباتی فیصلے کا نام۔[17] سنتِ نبوی بھی اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ اگرچہ طلاق شرعاً جائز ہے، لیکن اسلام اسے آخری چارۂ کار کے طور پر دیکھتا ہے۔ فقہِ اسلامی میں بھی طلاق کو مختلف احوال کے اعتبار سے احکامِ خمسہ کے تحت دیکھا گیا ہے۔ بعض حالات میں طلاق واجب یا مستحب ہو سکتی ہے، بعض میں مباح، جبکہ بلا ضرورت یا محض جذبات کی بنیاد پر طلاق دینا مکروہ یا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔[18] اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے طلاق کو ایک غیر محدود اختیار نہیں بنایا بلکہ اسے اخلاقی، شرعی اور قانونی حدود کا پابند رکھا ہے تاکہ اس کا غلط استعمال نہ ہو اور خاندانی نظام بلاوجہ متاثر نہ ہو۔

مجموعی طور پر اسلامی تصورِ طلاق اس حقیقت پر مبنی ہے کہ نکاح اصل اور مطلوب ہے، جبکہ طلاق ایک استثنائی اور ناگزیر حل ہے۔ شریعت کا اصل مقصد ازدواجی تعلق کو محفوظ رکھنا، خاندان کو استحکام دینا اور حتی الامکان اصلاح و مصالحت کے تمام ذرائع اختیار کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت میں طلاق کے احکام بیان کرنے سے پہلے اور بعد میں حسنِ معاشرت، عدل، صبر، برداشت اور باہمی احترام کی مسلسل تلقین کی گئی ہے۔ یہی متوازن نقطۂ نظر سیرتِ نبوی کی خاندانی حکمتِ عملی کی بنیاد ہے اور عصرِ حاضر میں طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحان کے مؤثر تدارک کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

طلاق کے اسباب

طلاق اگرچہ اسلام میں ایک جائز شرعی حل ہے، تاہم اسے صرف ناگزیر حالات میں اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس سے قبل اصلاح، مصالحت اور باہمی افہام و تفہیم کی ہر ممکن کوشش کی ترغیب دی گئی ہے۔ عصرِ حاضر میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح اس بات کی غماز ہے کہ خاندانی نظام متعدد دینی، اخلاقی، معاشی، نفسیاتی اور سماجی چیلنجز سے دوچار ہے۔ جدید تحقیقی مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق عموماً کسی ایک سبب کا

نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ مختلف عوامل کے باہمی اثرات سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ ان عوامل میں دینی شعور کی کمزوری، اخلاقی انحطاط، معاشی مشکلات، گھریلو تشدد، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع کا غیر متوازن استعمال، عدمِ برداشت اور خاندانی معاملات میں غیر ضروری مداخلت نمایاں ہیں۔ جب زوجین اپنے حقوق و فرائض، باہمی احترام، اعتماد، صبر اور احساسِ ذمہ داری کو نظر انداز کرتے ہیں تو معمولی اختلافات بھی شدت اختیار کر لیتے ہیں اور ازدواجی تعلقات کمزور پڑنے لگتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات اور سیرتِ نبوی ان اسباب کے مؤثر تدارک کے لیے ایک جامع خاندانی نظام پیش کرتی ہیں۔ قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ایمان، تقویٰ، حسنِ اخلاق، عدل، رحمت، صبر، برداشت، مشاورت اور حسنِ معاشرت کو خاندانی استحکام کی بنیاد قرار دیتے ہیں، جبکہ ظلم، بداعتمادی، بدزبانی، خود غرضی اور بے جا مداخلت جیسے رویوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ اسی طرح معاشی معاملات میں قناعت، اعتدال اور باہمی تعاون، اختلافات کی صورت میں ثالثی اور مصالحت، اور جدید ڈیجیٹل ذرائع کے ذمہ دارانہ استعمال کی تلقین کی گئی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ طلاق کے بیشتر اسباب کا تعلق انسانی رویوں اور اخلاقی اقدار سے ہے، اور اگر سیرتِ نبوی کے پیش کردہ اصولوں کو عملی زندگی میں اختیار کیا جائے تو نہ صرف ازدواجی تنازعات میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے بلکہ خاندانی استحکام کو بھی مؤثر طور پر فروغ دیا جاسکتا ہے۔[19]

طلاق کے اثرات

طلاق اگرچہ شریعتِ اسلامیہ میں ایک جائز اور بعض حالات میں ضروری حل کے طور پر تسلیم کی گئی ہے، تاہم اس کے اثرات فرد، خاندان اور معاشرے کی سطح پر نمایاں ہوتے ہیں۔ اسلام نے طلاق کو ایک منظم طریقہ کار کے تحت رکھا ہے تاکہ اس کے منفی نتائج کو کم سے کم کیا جا سکے، لیکن جب ازدواجی تعلق اختتام پذیر ہوتا ہے تو اس کے نفسیاتی، سماجی، معاشی اور اخلاقی اثرات مرتب ہونا ایک فطری امر ہے۔ اسی لیے قرآن و سنت نے طلاق سے قبل اصلاح، مصالحت اور ثالثی کے مراحل اختیار کرنے کی تاکید کی ہے تاکہ حتی الامکان خاندان کے نظام کو محفوظ رکھا جا سکے۔

طلاق کے اثرات سب سے پہلے زوجین کی ذاتی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں، جہاں علیحدگی کے بعد جذباتی دباؤ، ذہنی اضطراب، عدمِ تحفظ اور مستقبل کے بارے میں غیر یقینی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ معاشی ذمہ داریوں کی تقسیم، رہائش، نان و نفقہ اور نئے حالات سے مطابقت بھی دونوں فریقوں کے لیے ایک اہم چیلنج بن جاتی ہے۔ طلاق کے اثرات بچوں پر مزید گہرے ہوتے ہیں، کیونکہ والدین کی علیحدگی ان کی نفسیاتی کیفیت، تعلیمی کارکردگی، سماجی رویوں اور شخصیت کی نشوونما کو متاثر کر سکتی ہے، خصوصاً جب طلاق تنازع، کشیدگی اور باہمی اختلافات کے ماحول میں واقع ہو۔ تاہم اگر والدین جدائی کے بعد بھی بچوں کی کفالت، تربیت اور جذباتی ضروریات کا ذمہ دارانہ انداز میں خیال رکھیں تو ان منفی اثرات کو بڑی حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔

طلاق کے اثرات صرف خاندان تک محدود نہیں رہتے بلکہ معاشرے کے استحکام پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں، کیونکہ مضبوط خاندان ہی ایک متوازن اور اخلاقی معاشرے کی بنیاد ہوتے ہیں۔ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح خاندانی نظام کی کمزوری، بچوں کی تربیت، سماجی ہم آہنگی اور معاشرتی ذمہ داریوں پر منفی اثر ڈال سکتی ہے۔ اسی لیے اسلام اگرچہ ناگزیر حالات میں طلاق کی اجازت دیتا ہے، لیکن اس سے قبل اصلاح، مصالحت اور باہمی افہام و تفہیم کی ہر ممکن کوشش کی تلقین کرتا ہے، اور جدائی کی صورت میں بھی عدل، حسنِ سلوک اور انسانی وقار کو برقرار رکھنے کی ہدایت دیتا ہے۔ قرآنِ کریم کا ارشاد ہے: ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾[20]، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کا مقصد صرف طلاق کی اجازت دینا نہیں بلکہ اس کے منفی اثرات کو کم سے کم کرنا اور تمام متعلقہ فریقوں، بالخصوص بچوں، کے حقوق کا تحفظ یقینی بنانا ہے۔

طلاق کے سدِباب کے لیے سیرتِ نبوی کی حکمتِ عملی

اسلام نے خاندانی نظام کے تحفظ کو بنیادی اہمیت دی ہے اور طلاق کو اگرچہ ایک جائز شرعی حل کے طور پر تسلیم کیا ہے، لیکن اسے آخری چارۂ کار قرار دیا ہے۔ سیرتِ نبوی کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازدواجی تعلقات کے استحکام، اختلافات کے خاتمے اور خاندان کے تحفظ کے لیے ایک جامع حکمتِ عملی پیش فرمائی، جس کی بنیاد حسنِ انتخاب، دینی تربیت، حسنِ معاشرت، باہمی احترام، صبر، مشاورت، اصلاح اور مصالحت پر قائم ہے۔ آپ کی خاندانی تعلیمات کا مقصد صرف ازدواجی زندگی کو برقرار رکھنا نہیں بلکہ ایسے مضبوط خاندان کی تشکیل ہے جو محبت، رحمت، ذمہ داری اور اخلاقی اقدار پر قائم ہو۔ یہی اصول عصرِ حاضر میں بڑھتے ہوئے طلاق کے رجحان کے سدِباب کے لیے مؤثر رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

5.1 حسنِ انتخابِ زوجین

خاندانی استحکام کی پہلی بنیاد نکاح سے پہلے ہی قائم ہو جاتی ہے، اس لیے اسلام نے شریکِ حیات کے انتخاب کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔ آپ نے نکاح کے لیے دین داری اور اچھے اخلاق کو بنیادی معیار قرار دیا۔ آپ نے فرمایا:

"إذا جاءكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه[21]"

"جب تمہارے پاس ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو تو اس کا نکاح کر دو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری حسن، مال یا نسب کے بجائے دین اور اخلاق ازدواجی کامیابی کے بنیادی عوامل ہیں۔ موجودہ دور میں بہت سے ازدواجی مسائل غیر حقیقی توقعات، سطحی ترجیحات اور مزاجی عدمِ مطابقت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے سیرتِ نبوی کی روشنی میں نکاح سے قبل فریقین کے دین، کردار، مزاج اور خاندانی پس منظر کو مدنظر رکھنا طلاق کے امکانات کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح دینی تربیت خاندانی استحکام کا بنیادی ستون ہے۔ اسلام میں خاندان کو صرف رہائش کا ادارہ نہیں بلکہ ایمان، اخلاق اور کردار سازی کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم سے بچاؤ۔[22]

دینی تربیت میاں بیوی کو ان کے حقوق و فرائض سے آگاہ کرتی، صبر و برداشت پیدا کرتی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس دلاتی ہے۔ سیرتِ نبوی میں خاندان کی تربیت ایمان، عبادت، اخلاق اور حسنِ کردار کی بنیاد پر کی گئی۔ موجودہ دور میں اگر زوجین اسلامی خاندانی اصولوں سے واقف ہوں تو معمولی اختلافات بڑے تنازعات میں تبدیل ہونے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے باہمی احترام اور مؤثر گفتگو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ سیرتِ نبوی میں گفتگو کے آداب، نرم لہجہ، جذبات کا احترام اور اختلاف کے باوجود شائستگی کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ سخت الفاظ، تحقیر، طنز اور مسلسل تنقید ازدواجی تعلقات کو کمزور کرتے ہیں، جبکہ محبت، حوصلہ افزائی اور مثبت مکالمہ تعلقات کو مضبوط بناتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الكلمة الطيبة صدقة[23]"

"اچھی بات صدقہ ہے۔"

یہ اصول خاندانی زندگی پر بھی پوری طرح منطبق ہوتا ہے کہ مثبت اور خیر خواہی پر مبنی گفتگو محبت اور اعتماد کو فروغ دیتی ہے۔ ازدواجی زندگی میں اختلافات ایک فطری امر ہیں، لیکن اسلام ان اختلافات کو صبر، برداشت اور اصلاح کے ذریعے حل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔[24] اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر غلطی یا اختلاف طلاق کا سبب نہیں بننا چاہیے، بلکہ عفو و درگزر اور اصلاح کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی صبر،

تحمل اور معافی کا بہترین نمونہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ برداشت خاندانی استحکام کا بنیادی ذریعہ ہے۔ نیز اسلامی خاندانی نظام میں مشاورت کو اہم مقام حاصل ہے۔ قرآنِ کریم نے اہلِ ایمان کی صفت بیان کی ہے کہ وہ مشاورت کرتے ہیں۔[25]

ازدواجی معاملات میں باہمی مشاورت غلط فہمیوں کو کم کرتی اور اعتماد کو مضبوط بناتی ہے۔ رسول اللہ اپنی ازواجِ مطہرات سے اہم معاملات میں مشورہ فرماتے تھے۔ یہ نبوی اسوہ اس بات کی دلیل ہے کہ خاندان میں یک طرفہ فیصلوں کے بجائے باہمی رضامندی اور گفتگو کو ترجیح دینی چاہیے۔ اسی طرح خاندانی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کو سمجھیں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اسلام نے شوہر پر کفالت اور حسنِ معاشرت جبکہ بیوی پر تعاون، وفاداری اور گھر کے نظام میں مثبت کردار کی ذمہ داری عائد کی ہے۔ جب کوئی فریق حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو اختلافات جنم لیتے ہیں۔ سیرتِ نبوی میں حقوق کی ادائیگی اور ذمہ داری کے احساس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

اسلام نے طلاق کو حرام قرار نہیں دیا، لیکن اسے پسندیدہ معمول بھی نہیں بنایا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جب ازدواجی زندگی میں اصلاح کے تمام امکانات ختم ہو جائیں تو دونوں فریق ظلم اور مسلسل تکلیف سے محفوظ رہ سکیں۔ آپ نے فرمایا:

"أبغض الحلال إلى الله الطلاق[26]"

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔"

اگرچہ اس حدیث کی سند پر محدثین نے گفتگو کی ہے، تاہم اس کا مفہوم قرآن و سنت کی عمومی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے کہ طلاق کو جلد بازی میں اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی حکمتِ عملی یہ ہے کہ پہلے اصلاح، صبر، مشاورت اور مصالحت کے ذرائع اختیار کیے جائیں، اور اگر تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو باوقار طریقے سے جدائی اختیار کی جائے۔

مجموعی طور پر سیرتِ نبوی ﷺ طلاق کے سدِباب کے لیے ایک جامع خاندانی حکمتِ عملی پیش کرتی ہے جس کی بنیاد حسنِ انتخاب، دینی تربیت، حسنِ معاشرت، احترام، برداشت، مشاورت، مصالحت اور ذمہ داری پر قائم ہے۔ اگر ان اصولوں کو عصرِ حاضر کے خاندانی نظام میں مؤثر انداز سے نافذ کیا جائے تو نہ صرف ازدواجی تعلقات میں استحکام پیدا ہو سکتا ہے بلکہ طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحان کو بھی بڑی حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔

سیرتِ نبوی کی خاندانی حکمتِ عملی کی عصری تطبیق

سیرتِ نبوی کی خاندانی تعلیمات محض تاریخی واقعات کا مجموعہ نہیں بلکہ ہر دور کے لیے ایک جامع رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ عصرِ حاضر میں جب خاندانی نظام مختلف سماجی، معاشی، نفسیاتی اور ثقافتی چیلنجز سے دوچار ہے، تو سیرتِ طیبہ میں موجود اصولوں کو جدید تقاضوں کے مطابق نافذ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحان، ازدواجی تنازعات اور خاندانی کمزوری کے مسائل کا حل صرف قانونی اقدامات سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے تربیتی، اصلاحی اور ادارہ جاتی سطح پر مؤثر حکمتِ عملی درکار ہے۔ سیرتِ نبوی کی روشنی میں خاندانی تعلیم، ازدواجی مشاورت، علماء و اداروں کا کردار، میڈیا کی ذمہ داری اور ریاستی اقدامات ایسے اہم پہلو ہیں جو خاندان کے استحکام میں بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

خاندانی تعلیم و تربیت

خاندانی استحکام کے لیے سب سے بنیادی ضرورت ایسی تعلیم و تربیت ہے جو افراد کو نکاح، ازدواجی ذمہ داریوں، باہمی حقوق اور خاندانی آداب سے آگاہ کرے۔ سیرتِ نبوی میں خاندان کو تربیت گاہ کی حیثیت حاصل ہے، جہاں ایمان، اخلاق، محبت، احترام اور ذمہ داری کی اقدار پروان چڑھتی ہیں۔ آپ نے والدین کو اولاد کی دینی و اخلاقی تربیت کی ذمہ داری سونپی اور عملی طور پر ایسا خاندانی ماحول قائم فرمایا جس میں محبت، شفقت اور حسنِ معاشرت نمایاں تھا۔ موجودہ دور میں بہت سے ازدواجی مسائل اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ افراد نکاح کو صرف ایک سماجی رسم سمجھتے ہیں

جبکہ اس کی ذمہ داریوں، حقوق اور تقاضوں سے مکمل آگاہ نہیں ہوتے۔ اس لیے تعلیمی اداروں، دینی مراکز اور سماجی پلیٹ فارمز کے ذریعے نوجوان نسل کو اسلامی خاندانی نظام، ازدواجی اخلاقیات اور تنازعات کے مثبت حل کے طریقوں سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

قبل از نکاح مشاورت(Pre-Marital Counseling)

جدید معاشروں میں قبل از نکاح مشاورت کو خاندانی استحکام کے ایک مؤثر ذریعہ کے طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بھی نکاح سے پہلے فریقین کے دین، اخلاق، مزاج، خاندانی پس منظر اور ذمہ داریوں کو سمجھنے پر زور دیا گیا ہے۔ سیرتِ نبوی میں نکاح کے معاملات میں تحقیق، مناسب انتخاب اور مشاورت کی رہنمائی ملتی ہے۔ قبل از نکاح مشاورت کے ذریعے ممکنہ زوجین کو ازدواجی زندگی کے تقاضوں، باہمی حقوق، مالی ذمہ داریوں، اختلافات کے حل اور خاندانی توقعات سے آگاہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح بہت سے ایسے مسائل جو بعد از نکاح تنازعات اور بالآخر طلاق کا سبب بنتے ہیں، ابتدا ہی میں کم کیے جا سکتے ہیں۔

علماء اور خاندانی اداروں کا کردار

اسلامی معاشرے میں علماء اور دینی ادارے ہمیشہ اصلاحِ معاشرہ میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ خاندانی مسائل کے حل میں بھی علماء کی ذمہ داری صرف طلاق کے احکام بیان کرنے تک محدود نہیں بلکہ انہیں نکاح سے پہلے رہنمائی، ازدواجی تربیت، مصالحت اور خاندانوں کے درمیان اصلاحی کردار ادا کرنا چاہیے۔ سیرتِ نبوی میں اصلاحِ ذات البین کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی اصول کے تحت علماء، مفتیان، خاندانی مراکز اور سماجی ادارے ایسے پلیٹ فارم قائم کر سکتے ہیں جہاں میاں بیوی کو بروقت رہنمائی اور مشاورت فراہم کی جا سکے۔ اس سے عدالتوں پر بوجھ کم ہو گا اور طلاق کے بجائے اصلاح اور مصالحت کے امکانات بڑھیں گے۔

میڈیا اور سوشل میڈیا کی ذمہ داری

عصرِ حاضر میں میڈیا اور سوشل میڈیا خاندانی اقدار کی تشکیل میں گہرا اثر رکھتے ہیں۔ بعض اوقات غیر حقیقی خاندانی تصورات، مادہ پرستانہ رویے، فوری جذباتی فیصلے اور غیر ذمہ دارانہ مواد ازدواجی تعلقات کو متاثر کرتے ہیں۔ اس لیے میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ خاندانی نظام کو مضبوط بنانے، ازدواجی اخلاقیات کو فروغ دینے اور اسلامی اقدار کو مثبت انداز میں پیش کرنے میں کردار ادا کرے۔ سیرتِ نبوی کی روشنی میں میڈیا کو محبت، احترام، برداشت، ذمہ داری اور خاندانی تعاون جیسے اصولوں کو اجاگر کرنا چاہیے۔ اسی طرح سوشل میڈیا پر ازدواجی مسائل کو سنسنی خیز بنانے کے بجائے اصلاحی اور تعمیری انداز اختیار کرنا ضروری ہے۔

ریاست اور قانون سازی

خاندانی نظام کے تحفظ میں ریاست کا کردار بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اسلام نے ریاست کو عدل کے قیام، حقوق کے تحفظ اور ظلم کے خاتمے کی ذمہ داری دی ہے۔ جدید دور میں ریاست کو چاہیے کہ وہ ایسے قوانین اور ادارہ جاتی نظام تشکیل دے جو خاندان کے استحکام میں معاون ہوں۔ اس مقصد کے لیے نکاح و طلاق کے قوانین پر مؤثر عمل درآمد، خاندانی عدالتوں کی بہتری، مصالحتی مراکز کا قیام، خواتین اور بچوں کے حقوق کا تحفظ اور خاندانی مشاورت کے اداروں کی سرپرستی ضروری ہے۔ سیرتِ نبوی کے اصولِ عدل، رحمت، احتساب اور اصلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی پالیسیز تشکیل دی جا سکتی ہیں جو طلاق کو روکنے کے ساتھ ساتھ ناگزیر صورت میں متاثرہ افراد کے حقوق کا تحفظ بھی یقینی بنائیں۔

مجموعی طور پر سیرتِ نبوی کی خاندانی حکمتِ عملی ایک جامع اصلاحی نظام پیش کرتی ہے جس میں فرد، خاندان، معاشرہ اور ریاست سب کی ذمہ داریاں متعین ہیں۔ اگر ان اصولوں کو جدید خاندانی اداروں، تعلیمی نظام، مشاورتی مراکز اور ریاستی پالیسیوں میں شامل کیا جائے تو ازدواجی استحکام کو فروغ دیا جا سکتا ہے اور طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحان کو مؤثر انداز میں کم کیا جا سکتا ہے۔

نتائج(Findings)

1. سیرتِ نبوی میں طلاق سے پہلے اصلاح اور مصالحت کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔
2. خاندانی استحکام کی بنیاد باہمی حقوق، حسنِ معاشرت اور اخلاقِ حسنہ پر ہے۔
3. طلاق کے اکثر اسباب نبوی تعلیمات پر عمل سے کم کیے جاسکتے ہیں۔
4. جدید خاندانی مشاورت کے بہت سے اصول سیرتِ نبوی سے ہم آہنگ ہیں۔
5. نبوی حکمتِ عملی پر مبنی خاندانی نظام طلاق کی شرح میں کمی اور معاشرتی استحکام میں مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

سفارشات(Recommendations)

1. نکاح سے قبل دینی و خاندانی تربیت اور Pre-Marital Counseling کو فروغ دیا جائے۔
2. خاندانی تنازعات کے حل کے لیے مصالحتی اور مشاورتی مراکز قائم کیے جائیں۔
3. تعلیمی اداروں، مساجد اور میڈیا کے ذریعے نبوی خاندانی تعلیمات کو عام کیا جائے۔
4. علماء، ماہرینِ نفسیات اور سماجی اداروں کے باہمی تعاون سے خاندانی استحکام کے جامع پروگرام تشکیل دیے جائیں۔
5. قومی خاندانی پالیسیوں میں سیرتِ نبوی کے اصولِ عدل، رحمت، حسنِ معاشرت اور مصالحت کو بنیادی رہنما اصول بنایا جائے۔

مصادرومراجع:

[1] سید سلیمان ندوی ،سیرت النبی ﷺ(دارالمصنفین اعظم گڑھ1999ء)، ج: 3، ص: 112

[2] الروم: 21:30

[3] طبری، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير ، جامع البيان في تأويل القرآن محقق: أحمد محمد شاكر، ناشر: مؤسسة الرسالة، طبع اول، 1420 هـ - 2000 م ، ج 20 ص 86

[4] التحریم: 6:66

[5] أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، سنن الترمذي، تحقيق :أحمد محمد شاكر ناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر،طبع دوم ، 1395 هـ - 1975 م، ج 5 ، ص 709

[6] بخاری ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري محقق: محمد زهير بن ناصر الناصرالناشر: دار طوق النجاة ،طبع اول، 1422ھ، ج 7 ، ص2

[7] وهبة الزحيلي، *الفقه الإسلامي وأدلته*، ط. الرابعة (دمشق: دار الفكر، 1997)، 7:23-26

[8] النساء: 19:4

[9] البقرة: 228:2

[10] بحر العلوم . موافق للمطبوع

المؤلف : أبو الليث نصر بن محمد بن إبراهيم السمرقندي الفقيه الحنفي

عدد الأجزاء : 3

دار النشر : دار الفكر - بيروت

تحقيق: د.محمود مطرجي ، ج 1 ،ص 176

[11] النساء: 19:4

[12] أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، سنن الترمذي، ج 5 ، ص 709

[13] النساء: 19:4

[14] إسماعيل بن عمر ابن كثير، *تفسير القرآن العظيم*، تحقيق سامي بن محمد السلامة (الرياض: دار طيبة، 1999)، 2:292–294، تفسير سورة النساء، الآية 35

[15] القاضي عبد النبي بن عبد الرسول الأحمد نكري ، دستور العلماء = جامع العلوم في اصطلاحات الفنونو عرب عباراته الفارسية: حسن هاني فحص، ناشر: دار الكتب العلمية – لبنان / بيروت، طبع اول ، 1421هـ – 2000م ، ج2 ، ص 203

[16] محمد رواس قلعجي – حامد صادق قنيبي ، معجم لغة الفقهاء، ناشر: دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع، طبع دوم، 1408 هـ – 1988 م، ص 115

[17] البقرة: 229:2

[18] كاسانى، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد ، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، الناشر: دار الكتب العلمية، طبع دوم ، 1406هـ – 1986م ج 2 ، ص 336

[19] ايضا : ج 2، ص 228

[20] البقرة: 229:2

[21] أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، سنن الترمذي، ج 3 ، ص 386

[22] التحريم: 6:66

[23] بخارى ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، صحيح البخاره و ج 8 ، ص 11

[24] التغابن: 14:64

[25] الشورى: 38:42

[26] ابن ماجه ، ابو عبد الله محمد بن يزيد ، سنن ابن ماجه، محمد فؤاد عبد الباقى، ناشر: دار إحياء الكتب العربية – فيصل عيسى البابي الحلبي ، ج1 ، ص 650